افراط و تفریط مُہلک مرض ہے

(فرمودہ ۲۶-جون ۱۹۱۴ء)

تشہّد و تعوّذاور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

وَ اِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ [1]

اس کے بعد فرمایا:-

افراط و تفریط' ان دونوں نے کُل دنیا کے مذاہب کو تباہ کردیا ہے- انسان ایک حد تک' بہت کم رہتاہے- کئی جوش میں آکرحد سے آگے نکل جاتے ہیں اور کئی ضعف سے بالکل ہی پیچھے رہ جاتے ہیں- اصل منزل مقصود تک بہت کم لوگ پہنچتے ہیں- کئی لوگوں نے حد سے بڑھ کرایسا کہہ دیا کہ خداایک نہیں ہے بلکہ ایک سے زیادہ خدا ہیں- پھر بعض نے تواس پر ہی بس نہیں کی بلکہ ایک ایک شہر' پھرایک ایک قبیلہ' پھر ہرایک گھرکاایک ایک خدا بنا دیا- پھر دوسرے آئے انہوں نے کہہ دیاکہ خدا کوئی ہے ہی نہیں' ہم خودبخود پیدا ہوئے ہیں اورجوکچھ دنیامیں آپ ہی آپ سے بن گیاہے- ایک گروہ افراط میں تباہ ہوگیااورایک گروہ تفریط میں-

پھر بعض گروہ ایسے ہیں جنہوں نے بعض انبیاء کو خدابنادیا- اور ایک گروہ نے تو کہہ دیا کہ عیسٰی خدا کا بیٹا ہے- خدا نے اس کو ہماری خاطر صلیب پر لٹکادیا اور ہمارے گناہ معاف ہوگئے- دوسرا گروہ اٹھا انہوں نے کہاکہ وہ (حضرت عیسٰی ابن مریم) تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ لعنتی تھا اور

فریبی تھا اور اس پر اپنے ناپاک اور گندے خیالات سے طرح طرح کے الزامات لگائے۔ تمام مذاہب میں ان دو ہی وجھوں سے اختلافات پیدا ہوئے اور ان میں باطل پھیلا۔

اسلام میں بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایسے گروہ پیدا ہوگئے۔ اور ایک گروہ ان میں سے ایسا ہوا جس نے اہلِ بیت نبیؐ پر بڑے بڑے ناپاک حملے کئے اور ان کو گندہ کہا اور انہوں نے اس بات کا فیصلہ کردیا کہ اہل بیت نبیؐ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ناپاک تھے۔ اور ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے ان کی تعریف میں ایسا مبالغہ کیا کہ حد سے بڑھ گئے اور کہا ان سے کبھی کوئی غلطی ہوسکتی ہی نہیں۔ کچھ ایسے ہوئے کہ اگر صحابہ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو ان کو گالیاں دینی شروع کردیں۔ کچھ ایسے ہوئے جنہوں نے کہہ دیا جو کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے ہمارا کچھ اختیار نہیں، ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ سب کچھ خدا ہی کرتا اور خدا ہی کرواتا ہے ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ دوسروں نے ایسا کہہ دیا کہ خدا کا کسی بات پر تسلط ہی نہیں جو کرتے ہیں ہم خود کرتے ہیں۔ ایک تو اتنا حد سے بڑھ گئے کہ خدا ہی کرتا کرواتا ہے۔ خدا ہی چوری، جھوٹ اور بُرائیاں کرواتا ہے۔دوسروں نے کہا کہ سب کچھ ہم خود ہی کرتے ہیں خدا کا اس میں دخل ہی کوئی نہیں۔ تو افراط و تفریط سے ہی تمام مذاہب پر تباہیاں آئیں حالانکہ ان سب کیلئے ایک نقطہ وسط تھا جس پر وہ جمع ہوسکتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مرنے کے بعد کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو افراط و تفریط سے بچانے کیلئے آپ نے فرمایا۔ کہ ایک پُل صراط ہے جس پر سے گزر کر جنت کو جانا ہوگا۔ جو اس پر سیدھا چلے گا اورذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوگا وہ جنت میں پہنچ جاوے گا اور ذراادھر ادھر ہوگا تو دوزخ میں گرے گا [۲] ۔ معجزات ایک زندہ نشان ہوتے ہیں مذہب کیلئے۔ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت بڑی فوقیت دوسرے مذاہب پر دی ہوئی ہے اور یہ ایک نشان ہے خدا کی طرف سے۔ اس سے اسلام کو ہروقت تائید و نصرت ہوتی ہے۔ مگر بعض مسلمانوں نے اس کو یہاں تک بڑھادیا کہ اپنے پیروں کو خدا کا شریک ٹھہرادیا اور کہہ دیا کہ ان سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اور جو کچھ ہے انہی کے اختیار میں ہے اور وہ جو کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ دوسرے آئے انہوں نے کہہ دیا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اب اللہ تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ گویا خداتعالیٰ کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ گونگا قراردیا۔ بعض نے کہہ دیا کہ پہلے بھی کبھی اللہ تعالیٰ کسی سے ہمکلام نہیں ہوا اور نہ ہی اب کسی سے ہمکلام ہوتا ہے اور الہام وغیرہ کوئی چیز نہیں۔ یہ

صرف نیچر کے اسباب کو دیکھ کر جو دل میں کوئی عمدہ بات پیدا ہوجاوے' اس کا نام الہام رکھ دیا گیا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے لوگوں نے ایسی ایسی تاویلوں سے کام لیا کہ اصل مطلب کو ضائع کردیا۔ کئی تو حد سے بہت آگے نکل گئے اور کئی نے اس کو محال خیال کرکے اور کی اور ہی تاویلیں کردیں اور وہاں تک پہنچے ہی نہیں۔ اور معجزات کو بُری طرح پیش کیا مثلاً نَا قَةُ اللّٰهِ۔ اس کے متعلق طرح طرح کے خیالات ظاہر کئے اور عجیب عجیب تشریحیں شروع کردیں۔ نَاقَةُ اللّٰهِ۔ اللہ کی اونٹنی۔ یہ کوئی معمولی سی اونٹنی تو نہ ہوگی۔ اب لگے اس کی تاویلیں کرنے۔ بعض نے کہہ دیا کہ کفار نے معجزہ مانگا تھا کہ پہاڑ سے اونٹنی نکالو جس کے بچہ بھی ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے دعا کی تو فوراً پہاڑ اونچا ہونا شروع ہوگیا اوراس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی۔ پھر اونٹنی کو فوراً ہی حمل ہوگیا اوراسی وقت ایک بچہ اس کے پیدا ہوگیا۔ دوسرے آئے انہوں نے اسلام کی تائید میں جو حقیقی معجزات تھے ان کی بھی تاویلیں شروع کردیں اور تمام حق باتوں کو مٹانا چاہا۔ نہ تو حد سے بڑھنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی کسی اور طرف جانے کی ضرورت تھی۔ اگر جیسا قرآن کریم نے لکھا ہے ویسا کرتے تو یہ ٹھوکریں نہ لگتیں۔ یہاں قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ ان میں الفاظ کی کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مصر سے نکلے۔ رستے میں ایک جگہ پانی کی ضرورت پڑی۔ پانی کہیں سے نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام ان کو بتلادیا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

یہ نظارے عموماً دیکھے جاتے ہیں کہ پہاڑوں میں کئی جگھوں میں پانی جمع ہوتا ہے اور موقع ملے تو وہ بہہ نکلتا ہے۔ایسی جگہ ہر ایک آدمی معلوم نہیں کرسکتا۔ آج کل کچھ ایسے علوم نکل آئے ہیں جن کے ذریعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو(حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) بذریعہ الہام بتلادیا کہ فلاں جگہ پانی نزدیک ہے وہاں سوٹا مارو پانی نکل آئے گا۔ انہوں نے حکم الٰہی کے مطابق کیا۔ وہاں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔ ایسا دیکھاگیا ہے کہ بعض جگھوں میں سترہ سترہ چشمے ایک پتھر سے نکلتے ہیں۔ اس میں ایک سہولت ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ جمع ہوں تو ایک ہی جگہ پر ان کو پانی لینے میں تکلیف ہوتی ہے مگر بہت سا پانی ہو تو وہاں

سے پانی لینے میں بہت آسانی ہوتی ہے- اس سے ان کے اختلافات بھی مٹ گئے- بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی جیب میں کوئی پتھر تھا اس میں سے وہ چشمے نکلے تھے- یہ غلط ہے- یہ قرآن کریم میں ذکر ہے- اگر احادیث میں ہوتا تو جرح بھی ہوسکتی تھی- لیکن اب اس پر جرح نہیں ہوسکتی- یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان تھا کہ پانی کی جگہ الہام کے ذریعہ ان کو بتلائی- وہ ہمیشہ سے احسان کرتا آیا ہے اور کرتا رہے گا- اس پر ہمیں اعتراض کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے- اور ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ کو چھوڑ کر خواہ نخواہ افراط و تفریط میں مبتلا ہوں- اکثر لوگوں کو معجزات کے متعلق بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں-میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ (وہ سیاہی جو کشف کی حالت میں حضرت صاحب کے کپڑوں پر گری تھی) وہ کسی چھپکلی کی دم کٹ گئی ہوگی اور وہ لہو آپ کے کپڑوں پر گرا ہوگا- میں نے تب خیال کیاکہ ابھی اس زمانہ میں ہی لوگوں کو شک اور احتمال شروع ہوگئے ہیں تب مدت کے بعد ان کا کیا حال ہوگا تب تو یقین تک نوبت پہنچ جاوے گی-

مومن کیلئے افراط و تفریط سے بچنے کا آسان اور عمدہ طریق یہی ہے کہ اصل الفاظ کو لے لے- نہ افراط کی طرف جاوے اور نہ تفریط کی طرف- بعض لوگ مباحثہ کرتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ کیا خدا قادر نہیں کہ عیسیٰ کو زندہ رکھ سکے اور آسمان پر لے جاوے- خدا قادر تو ہے اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ایک چنے کے دانے سے ایک چشمہ نکال دے مگر "کرسکنا" اور "کرنا" ان میں فرق ہے- قادر ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر ہے- یا ایک چنے کے دانے سے چشمہ نکلتاہے- میں اس وقت اس مسجد میں کھڑا ہوں تو ممکن تو ہے کہ باغ میں ہوں- ہوسکتاہے کہ ایک شخص یہاں ہو مگر وہ کسی اور شہر میں ہو- ممکن تو ہے کہ ایک شخص یہاں ہو لیکن وہ ریل میں سفر کررہا ہو- لیکن ایسا فی الواقع ہے تو نہیں- معجزات اور آیات کی تشریح اور معانی میں اصل الفاظ کو ملحوظ رکھو- اللہ تعالیٰ کے کاموں ایسا کرنا گستاخی ہے- مومن کو چاہیئے کہ ہمیشہ محفوظ طریق اختیار کرے جتنا اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے- بس اسی پر اکتفاء کرے-

(الفضل ۲-جولائی ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرة:۶۱

۲؎ مسلم کتاب الایمان باب ادنیٰ اھل الجنة منزلة فیھا